روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۲۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶ / ۴۱ | اتوار ۷ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ ۱۵ فتح ۱۳۷۰ ہش ۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۸۲

جماعتوں میں بجٹ کا احترام پیدا کریں

"(امیر) کو ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ منظور شدہ بجٹ سے باہر جاکر خرچ کرے اور بہت سی جگہ ایسی غلطیاں ہوتی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ بجٹ کا احترام جماعت میں پیدا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ کے فضل کے ساتھ دنیا میں سب سے زیادہ قابل اعتماد طوعی مالی نظام جماعت احمدیہ کا نظام ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بجز خدا کی توفیق اور مدد کے توبہ کرنا اور اس پر قائم ہو جانا محال ہے توبہ صرف لفظوں اور باتوں کا نام نہیں۔ دیکھو خدا قلیل سی چیز سے خوش نہیں ہو جاتا۔ کوئی ذرا سا کام کر کے خیال کر لینا کہ بس اب ہم نے جو کرنا تھا کر لیا اور رضا کے مقام تک پہنچ گئے۔ یہ صرف ایک خیال اور وہم ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک بادشاہ کو ایک دانہ دے کر یا مٹی کی مٹھی دے کر خوش نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے غضب کے مورد بنتے ہیں تو کیا وہ احکم الحاکمین اور بادشاہوں کا بادشاہ ہماری ذرا سی ناکارہ حرکت سے یا دو لفظوں سے خوش ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ مغز چاہتا ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۴۵)

"دیکھو خدا یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاوے بعض لوگ اپنے شرکاء نفسانی کے واسطے بہت حصّہ رکھ لیتے ہیں اور پھر خدا کا بھی حصّہ مقرر کرتے ہیں۔ سو ایسے حصّہ کو خدا قبول نہیں کرتا۔ وہ خالص حصّہ چاہتا ہے۔ اُس کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک بنانے سے زیادہ اس کو غضبناک کرنے کا اور کوئی آلہ نہیں ہے۔ ایسا نہ کرو کہ کچھ تو تم میں تمہارے نفسانی شرکاء کا حصّہ ہو اور کچھ خدا کے واسطے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں سب گناہ معاف کردوں گا مگر شرک نہیں معاف کیا جاوے گا"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۴۶)

درخواست دعا

محترم چوہدری عبدالواحد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد عرصہ دس ماہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ گذشتہ چند دنوں سے فالج کا مزید ایک حملہ ہوا ہے جس سے زبان پر بھی اثر ہے۔ محترم چوہدری عبدالواحد صاحب نے بڑا لمبا عرصہ بے غرض خدمات انجام دی ہیں۔ احباب کرام سے موصوف کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

محترمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسحٰق خانصاحب صدر جماعت احمدیہ موضع بھڈال ضلع سیالکوٹ مورخہ ۸ دسمبر کی رات ۲ بجے حرکت قلب بند ہونے سے بعمر ۶۹ سال انتقال کر گئیں۔ آپ محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ حرم حضرت امام جماعت الثالث کی چھوٹی خالہ تھیں۔ جنازہ سیالکوٹ سے ربوہ لایا گیا اور مورخہ ۹ دسمبر ۹۱ء کو صبح بعد از نماز فجر محترم مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کرائی۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اطفال کے اعلانات

ہفتہ وقف جدید

مورخہ ۲۰ تا ۲۷ دسمبر پہلا ہفتہ وقف جدید منایا جا رہا ہے۔ تمام ناظمین اطفال سے گزارش ہے کہ اس ہفتہ میں وصولی مکمل کر کے مرکز میں بھجوا دیں۔ نیز نئے سال

باقی صـ۸ پر

نوجوان نسل کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث (اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ آپ پر نازل ہو)

"جماعت احمدیہ پر جو ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اُن ذمہ داریوں کو جماعت احمدیہ کی صرف ایک نسل پوری طرح ادا نہیں کر سکتی۔ کیونکہ قربانیوں کا زمانہ اپنے اندر بڑی وسعت اور پھیلاؤ رکھتا ہے...... ان بشارتوں کو دیکھیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو دی ہیں اور دوسری طرف ان کمزوریوں پر نظر ڈالیں جن میں ہم خود کو پاتے اور نہایت بے بسی کی حالت میں دیکھتے ہیں۔ ہمارا تو سوچ کر بھی سر چکرا جاتا ہے کہ کتنے عظیم وعدے ہیں اور کتنے کمزور کندھے ہیں۔ کتنے وسیع کام ہیں اور کتنے محدود ذرائع ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسی کی رحمت اور اس کی برکت ہمارے شامل حال نہ ہو...... تو پھر ہماری کامیابی کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

پس ایک تو ہر احمدی کو ہر وقت یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے جو کام لینا چاہتا ہے اس میں ہم کمزوری نہ دکھائیں اور دوسرے ہم نوجوان نسل کی تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ کیونکہ جدوجہد۔ قربانی اور ایثار کے زمانہ میں بڑا پھیلاؤ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو جو نسل قربانیاں دینے اور ایثار دکھانے کے لئے عطا فرمائی تھی ان میں سے اکثر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ چند ایک باقی ہیں۔ اس کے بعد دوسری نسل پیدا ہوئی۔ اس میں سے بھی بہت سے وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بہتوں کو یہ توفیق دی اور دے رکھی ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی عاجزانہ کوششوں اور عاجزانہ دعاؤں کو

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵ فتح ۱۳۷۰ ہش — ۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء

دعا کی قبولیت

دعا خدا تعالیٰ سے مانگنے کو کہتے ہیں۔ اور ہم کسی سے مانگتے اسی وقت ہیں جب ہم اس یقین سے پُر ہوں کہ وہ ہمیں دے سکتا ہے۔ حدیث میں تو آیا ہے کہ جوتی کا تسمہ بھی لینا ہو تو خدا ہی سے مانگیں۔ کیونکہ وہی دینے والا ہے۔ اسی لئے کہا جا سکتا ہے کہ دعا پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے۔ ہر کام دعا سے شروع کیا جائے اور ہر کام کرتے ہوئے مسلسل دعا کی جائے۔ یہی ہماری کامیابی کا راز ہے۔

لیکن مانگنے اور ملنے کی اہمیت کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ ایک سرے پر ہم ہیں اور دوسرے سرے پر خدا۔ ادھر ہم نے کچھ مانگا اور ادھر وہ چیز ہمارے ہاتھ میں تھما دی گئی۔ گویا ادھر ہم نے دعا کی ہو ادھر ہماری دعا بعینہٖ اسی طرح قبول ہو گئی تو یہ بات درست نہیں ہے نہ اسے مانگنا کہا جا سکتا ہے اور نہ اسے ملنے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ہم مانگتے ہیں اس یقین کے ساتھ کہ اگر یہ چیز ہمارے لئے اس وقت مفید ہوئی تو مل جائے گی ورنہ نہیں۔ اور دینے والی ذات دے گی تو اپنے صوابدید پر۔ دینا مناسب سمجھا تو دے گی۔ ورنہ نہیں دے گی۔ اگر ہم اس بات کو مدِّنظر نہ رکھیں تو ہمیں یقیناً ٹھوکر لگے گی۔ ہم ہر چیز کو اپنی مرضی کے مطابق حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اور ہر نہ ملنے والی چیز کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ سے ناراضگی پیدا ہو گی۔ گلہ ہو گا کہ ایک طرف تو کہا کہ مانگو اور دوسری طرف دیا نہیں۔ یہ بات ہمارے غلط خیالات کا نتیجہ ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ فرماتے ہیں:

"دعا کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ورنہ ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں کی دعا ادھر منہ سے نکلی ادھر قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن جو کوئی کسی انسان کی نسبت ایسا خیال کرتا ہے اس کا خیال جھوٹا ہے اور وہ ایک شرک میں گرفتار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ خدا کسی کا غلام نہیں اور نہ مملوک ہے کہ ادھر بندے نے دعا کی اور ادھر اس نے قبول کر لی۔ وہ خدا ہے کبھی دعا قبول کرتا ہے۔ اور کبھی اپنی بات قبول کرواتا ہے۔"

غرضیکہ دعا کے متعلق یہ تو یقین ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے لیکن۔ اس کے ساتھ ہی اس کی اس قدرت اور حکمت کا بھی یقین ہونا چاہیئے کہ جونسی دعا چاہے قبول کرتا ہے اور جونسی دعا چاہے رد کر دیتا ہے یعنی بعینہٖ اسی طرح قبول نہیں کرتا جیسی طرح ہم مانگتے ہیں۔ اور حضور کے مندرجہ بالا ارشاد سے یہ بھی پتہ چلا کہ کسی شخص کی طرف یہ بات منسوب نہیں کرنی چاہیئے کہ اس کی ہر دعا اس طرح قبول ہو جاتی ہے جس طرح وہ مانگتا ہے۔

انصاف کا طالب ہے ہر اک شخص جہاں میں
ملتا ہے کسی کو تو کسی کو نہیں ملتا
خنجر سے لگے زخم تو سِل جاتا ہے لیکن
منصف کے قلم سے جو لگے وہ نہیں سِلتا

ـــ ابوالاقبال

دن بھی وقف ہے تیری خاطر، رات بھی تیرے نام
تُو ہی میری صبح کا تارا، تُو ہی غم کی شام

میرے ہر ہر گام پہ لوگوں نے بکھرائے پھول
مَیں اس راہ پہ چل نکلا ہوں، کیا ہو گا انجام؟

ان کے کاندھے جھوٹ پلندہ، پھر بھی وہ اشراف
میرے سچ کی خاطر کرتے ہیں مجھکو بدنام

کچھ لوگوں کی آزادی ہے رُسوائی کا طوق
دار و گیر مجھے دیتے ہیں عزت اور اکرام

میرے پَر کاٹو تو ہو گی میری شاخ تراشی
میری پروازوں کا چرچا ہو جائے گا عام

میرے لب پر مُہر لگا دو اور خود شور مچاؤ
پھر بھی میری باتیں پہنچیں گی بالائے بام

اس کی بخشش دیکھنا ہو تو دیکھو میری سمت
میری جھولی ڈال رہا ہے وہ کیا کیا انعام

مل بیٹھو تو ساری دُنیا کر لو گے تم زیر
اِک دُوجے سے مُنہ موڑا تو رہو گے تم ناکام

میری باتیں طول طویل اور بے معنی تکرار
تیرا ایک اشارہ بھی ہے رُوح فزا پیغام

راتوں کی تاریک فضا میں گلیاں ہیں سنسان
میرے دل کو جلنے دو، مچ جائے گا کہرام

میرا نام نسیم کسی کو راس آئے تو لے لے
مجھکو اچھا لگتا ہے، مَیں ہو جاؤں بے نام

نسیم سیفی

کتاب برائے مطالعہ خدام ماہ دسمبر ـــ "تحفہ غزنویہ" (مہتمم تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقینِ عمل

حضرت فضلِ عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں۔

امریکہ میں ایک دفعہ حکومت نے جوئے کے خلاف قانون جاری کر دیا۔ پولیس چلتی گاڑیوں میں گھس جاتی اور جب لوگوں کو جوا کھیلتے دیکھتی تو انہیں فوراً گرفتار کر لیتی۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ ان کی دلچسپی کا یہ سامان جاتا رہا ہے تو انہوں نے اپنی دلچسپی کے لئے ایک اور راہ نکال لی۔ چنانچہ ایک اخبار نے لکھا کہ آخر لوگوں نے اس قانون کا توڑ سوچ ہی لیا۔ اور وہ اس طرح کہ جب انہوں نے دیکھا کہ پولیس جوا وغیرہ نہیں کھیلنے دیتی تو ایک شخص نے ایک دن مصری کی ڈلی نکال کر سامنے رکھ دی اور دوسرے کو کہا کہ وہ بھی مصری کی ایک ڈلی نکال کر سامنے رکھ دے اور پھر فیصلہ یہ کیا کہ جس کی ڈلی پر سب سے پہلے مکھی بیٹھے گی وہ جیت جائے گا۔ اور اسے دوسرا شخص اتنے ڈالر انعام دے گا۔ غرض اس طرح انہوں نے کھیل کھیلنا شروع کر دیا۔ کسی کو احساس بھی نہیں ہوتا تھا کہ جوا کھیلا جا رہا ہے۔ وہ یہ دیکھتا کہ مصری کی دو ڈلیاں پڑی ہوئی ہیں۔ مگر درحقیقت ان مصری کی ڈلیوں سے ہی جوا کھیلا جا رہا ہوتا۔ مگر کسی کو پتہ نہیں لگتا تھا وہ یہ بھی جانتے تھے کہ کبھی شور پیدا ہوا ہم آرام سے مصری کی ڈلی اٹھائیں گے اور منہ میں ڈال لیں گے جوئے کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا۔ لیکن اس معمولی سی بات نے ان میں غیر معمولی دلچسپی پیدا کر دی۔ کیونکہ اب خالی مصری کی ڈلی کا سوال نہیں رہا تھا بلکہ اس کے ساتھ جوئے کو لگا دیا گیا اور چانس اور عقل ہی دو مقابلے انسانی زندگی کو دلچسپ بناتے ہیں۔ اب دیکھ لو وہی مکھی جو پہلے گذرتی تو کسی کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا اس مقابلے کے بعد کیسی دلچسپ چیز بن گئی۔ اور کس طرح ہر شخص بے تابی اور اضطراب کے ساتھ مکھی کا انتظار کرتا ہو گا۔ کبھی کہتا ہو گا۔ لو مکھی قریب آ گئی۔ لو اب تو بیٹھنے ہی لگی اور کبھی افسوس کے ساتھ کہتا ہو گا۔ مکھی آئی تو سہی مگر چلی گئی۔ گویا یہ بھی ویسا ہی دلچسپ مقابلہ ہو گیا جیسے کشتیوں کا مقابلہ ہوتا ہے۔ کبھی دلچسپی خون کے جوش سے پیدا ہوتی ہے اور جس سے مقابلہ میں انسانی خون کے اندر جوش پیدا ہو جائے اسی مقابلہ میں انسان کو لذت آنی شروع ہو جاتی ہے۔ پس بے شک یہ سوالات علمی مذاق کے ہیں مگر اس علمی مذاق کو بھی دلچسپ بنایا جا سکتا ہے۔ صرف عقل اور سمجھ سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو لوگ عقل اور سمجھ سے کام لیتے ہیں وہ ہر کام میں دلچسپی پیدا کر لیتے ہیں اور جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ انہیں بڑے بڑے دلچسپ کاموں میں بھی کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن پر نماز کی ادائیگی بہت ہی گراں گذرتی ہے اور وہ بڑی مشکل سے نماز ادا کرتے ہیں لیکن دوسری طرف ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جنہیں نماز میں ایسی لذت آتی ہے کہ اس سے بڑھ کر انہیں اور کسی کام میں لذت نہیں آتی۔ وہ نماز کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے کوئی تیر انداز نشانہ پر تیر لگانے کی کوشش کر رہا ہو جس طرح تیر انداز کا جب کوئی تیر نشانے پر جا لگتا ہے۔ تو وہ خوشی سے چلا اٹھتا ہے کہ لو وہ تیر نشانے پر جا لگا۔ اسی طرح نمازی اپنی ہر نماز پر خوش ہوتا ہے۔ اور فرطِ مسرت سے بے اختیار کہہ اٹھتا ہے میرا تیر اپنے نشانے پر جا لگا۔ اسی طرح پر (پاک ہے میرا رب جو عظیم ہے) اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ اسے وہ صرف لفظوں کا مجموعہ نہیں سمجھتا اس کے دل اور دماغ میں یہ خیال موجود ہوتا ہے کہ یہ وہ خط ہے جو میں اپنے خدا کے پاس بھیج رہا ہوں۔ پس ہر دفعہ یہ کہنا اسے مزیدار لگتا ہے۔ ہر رکوع میں اسے مزا آتا ہے ہر سجدے میں اسے لذت آتی ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے خدا کو بلاوا بھجوا رہا ہوں۔ اس کا یہ کہنا کہ (پاک ہے میرا رب اعلیٰ ہے) کیا ہوتا ہے۔ ایک خط ہوتا ہے ایک چٹھی ہوتی ہے۔ جو وہ خدا کے پاس بھیجتا ہے۔ اور اس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کی مدد کے لئے آئے جیسے مچھلیاں پکڑنے والے دریا میں کنڈیاں ڈال کر بیٹھ جاتے ہیں اور اگر ذرا سی بھی رسی ہلتی ہے تو ان کا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے۔ کہ آ گئی مچھلی۔ اسی طرح جب ایک ایمان لانے والا تسبیح کرتا ہے تو اس کا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اس کے نتیجہ میں میرا رب مجھ سے ملنے کے لئے آ جائے گا۔ غرض انسان اگر چاہے تو اپنے ہر کام کو دلچسپ بنا سکتا ہے۔ اور درحقیقت یہ صرف خیالات بدلنے کی بات ہوتی ہے اگر ہم ضرورت اور اہمیت کو سمجھ لیں تو ہر چیز کو دلچسپ بنا سکتے ہیں۔ پس علمی اور اخلاقی مقابلے بھی دلچسپ بنائے جا سکتے ہیں۔ اور میں خدام الاحمدیہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ وہ ایسے اجتماع کے موقعہ پر اس قسم کے مقابلے ضرور رکھا کریں۔ اسی طرح ہر سال اس قسم کے سوالات بھی کرنے چاہئیں۔ کہ بتاؤ اس سال قرآن کریم کی سورتیں کس کس نے حفظ کی ہیں۔ اور کتنی حفظ کی ہیں۔ پھر جو شخص سب سے زیادہ قرآن کریم حفظ کرنے والا ثابت ہو اسے انعام دیا جائے۔ اسی طرح احادیث کے متعلق سوال کیا جائے کہ اس سال کتنی احادیث حفظ کی گئی ہیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں کے متعلق سوال کیا جائے کہ وہ کتنی پڑھی گئی ہیں۔ اس طرح نوجوانوں میں علمی مذاق ترقی کرے گا۔ اور ہر سال ان کو یہ تحریک ہوتی چلی جائے گی کہ وہ مذہبی اور اخلاقی امور کی طرف توجہ کریں۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کا دین بھی ترقی کرے گا۔ دعوت الی اللہ کا کام بھی ترقی کرے گا۔ اور دینی مسائل کی حقیقت بھی ان پر زیادہ واضح ہو جائے گی۔ اسی طرح قرآن کریم کے ترجمہ کے متعلق ہر سال سوال کرنا چاہیئے کہ خدام میں سے کتنے ہیں جنہیں سارے قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہے۔ فرض کرو اس وقت مقامی اور بیرونی خدام آٹھ نو سو کے قریب ہیں۔ ان سب سے دریافت کیا جا سکتا ہے کہ ان میں کتنے ہیں جنہیں سارے قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہے بلکہ یہ سوال بھی اسی وقت کر لیتا ہوں کہ معلوم ہو کہ کتنے نوجوان سارے قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں۔ (اس کے بعد حضور نے تمام خدام سے فرمایا کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے جو نوجوان سارے قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہوں وہ کھڑے ہو جائیں۔ اس پر ۱۵۲ نوجوان کھڑے ہوئے۔ پھر حضور نے فرمایا بیرونی خدام میں سے جن کو سارے قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہو وہ کھڑے ہو جائیں اس پر صرف ۳۲ نوجوان کھڑے ہوئے) سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا قادیان کے خدام میں سے ۱۵۲ نوجوان ایسے ہیں جنہیں سارا قرآن کریم با ترجمہ آتا ہے اور بیرونی خدام میں سے صرف ۳۲ ایسے ہیں جنہوں نے سارا قرآن شریف پڑھا ہوا ہے دیکھو یہ ہمارے لئے کیسی آنکھیں کھولنے والی بات ہے

تقریر ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۲ء

یہی فرق ہوتا ہے مذہب اور غیر مذہب میں۔ مذہب کے علاوہ جس قدر مسائل پیدا ہوتے ہیں وہ صرف مقامی اور وقتی ہوتے ہیں۔ لیکن مذہب ایک دائمی صداقت ہوتا ہے۔ تم کسی زمانہ میں بھی دینِ حق کو لے جاؤ اس پر ہمیشہ عمل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کئی دور ایسے آئیں گے جن میں کمیونزم نہیں چل سکتا۔ کئی دور ایسے آئیں گے جن میں سوشلزم نہیں چل سکتا۔ کئی دور ایسے آئیں گے جن میں کیپٹلزم نہیں چل سکتا جب کبھی ملک کی آبادی بڑھ جائے گی اور دولت گھٹ جائے گی۔ کیپٹلزم کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ اور جب ملک کی آبادی کم ہو جائے گی اور ذرائع دولت بڑھ جائیں گے اس وقت کمیونزم کبھی قائم نہیں رہ سکتا جب ملک کی آبادی کم ہو جائے گی تو کسی سے چھیننے کا کوئی سوال ہی نہیں رہتا ہر شخص کہے گا کہ جاؤ اور زمینوں پر قبضہ کر لو اور جب ملک کی آبادی بڑھ جائے گی پھر کیپٹلزم قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ سارے کے سارے سوالات ملک کی آبادی کی کمی یا زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں۔ تم آبادی کو کم کر دو۔ لازماً کیپٹلزم قائم ہو جائے گا۔ اور لوگ منتیں کریں گے کہ تم زمینوں کو سنبھالو ہمیں تو جتنی ضرورت تھی ہم نے لے لی ہے۔ لیکن جب آبادی بڑھ جائے گی وہی آدمی جن کے دادا پردادا کہہ رہے تھے کہ زمینوں کو سنبھالو ہمیں اس کی ضرورت نہیں رہی شور مچانے لگ جائیں گے۔ تمہارے پاس سو ایکڑ زمین ہے دس ایکڑ ہمیں دے دو۔ پس یہ محض حالات بدلنے کے نتائج اور مجبوریاں ہیں لیکن مذہب ایسی چیز ہے جو ہمیشہ قائم رہتی ہے اور یہ تمام چیزیں اسی نکتہ کے ساتھ وابستہ ہیں کہ انسان کی نسل آگے ترقی کرتی اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح جو سچی قومیں ہوتی ہیں وہ بھی آدم علیہ السلام کے مشابہ ہوتی ہیں اور ان کی کامیابی کا طریق بھی یہی ہوتا ہے کہ ان میں نئی نسلیں پیدا ہوتی ہیں پھر اور پیدا ہوتی ہیں پھر اور پیدا ہوتی ہیں اور وہ اس معیارِ ایمان اور معیارِ تقویٰ کو قائم رکھتی ہیں جس کو قائم رکھنا خدا تعالیٰ کا منشاء ہے اور جس معیارِ ایمان اور معیارِ تقویٰ کے قیام کے لئے خدا تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں آتے ہیں۔ پس ہمیشہ ہی خدائی جماعتوں اور خدائی سلسلوں کو یہ امر مدِنظر رکھنا چاہیئے کہ ان کے اندر زندگی کی روح پیدا ہو۔ ان کے اندر ایسے نوجوان پیدا ہوں جو دین کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرنے والے اور تقویٰ کے ساتھ کام کرنے والے ہوں۔

باقی ص ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالسمیع خان

حضرت سلمان فارسیؓ

معاشرتی خدمات

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ عرب بالعموم صنعت وحرفت سے آشنا نہ تھے۔ حضرت سلمانؓ کی ذاتی کوشش سے متعدد صنعتیں رواج پذیر ہوئیں۔ مُوتراشی۔ دباغت۔ کاشت کاری۔ منجنیق اور دبابہ سازی وغیرہ انہی کی مرہون منت ہیں۔

مشہور مستشرق آربری لکھتے ہیں کہ ایران کے تمام اہل حرفہ حضرت سلمانؓ کو اپنی پیشہ ورانہ تنظیموں کا سرپرست تسلیم کرتے ہیں آپ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اصحابِ رسولؐ کے ایمان لانے کے مواقع پر ان کے سروں کے بال مُونڈ کر پیشہ موتراشی کو نئی شان بخشی۔

(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد۵ صہ۱۱)

فوجی خدمات

حضرت سلمانؓ خیبر، فتح مکہ اور حنین کے غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ طائف کے محاصرہ کے دوران انہوں نے ایک نئے طریقہ جنگ یعنی منجنیق اور دبابہ کے استعمال سے مسلمانوں کو متعارف کروایا جو قلعہ شکنی کے لیے پتھر پھینکنے کا موثر ہتھیار تھے۔ کہتے ہیں کہ منجنیق فنیقیوں کی ایجاد ہے۔ ان سے یونانیوں اور ان سے ایرانیوں نے یہ فن سیکھا۔ عربوں کے ہاتھ یہ فن حضرت سلمانؓ کے ذریعہ پہنچا۔ اور حضورؐ نے ان کی تجویز پر اہل طائف کے خلاف منجنیق نصب کرنے کا حکم دیا۔

(کامل ابن اثیر جلد۲ صہ۲۶۶)

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بھی حضرت سلمانؓ جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہے۔ کئی مواقع پر سالار لشکر بنائے گئے۔ ایرانی مہمات میں آپ ہر دفعہ مخالف ایرانیوں کو تبلیغ کر کے اسلام کی دعوت دیتے تھے فرماتے تھے دیکھو میں تمہارا ہم وطن بھائی ہوں۔ تم دیکھتے ہو کہ عرب میری اطاعت کرتے ہیں۔ اگر تم اسلام قبول کرلو۔ تو ہمارے دینی بھائی بن جاؤ گے اور ہمارے حقوق و فرائض ایک جیسے ہو جائیں گے۔ اگر یہ منظور نہیں تو جزیہ دے کر ہماری پناہ میں آجاؤ۔ ورنہ پھر تمہاری شرارتوں کا قلع قمع کرنے کے لیے ہمیں مجبوراً تم سے لڑنا پڑے گا۔

(ترمذی کتاب السیر باب فی الدعوۃ قبل القتال)

قربتِ رسولؐ

حضرت سلمانؓ گو دیر سے اور بہت دور سے آئے مگر فطری سعادت اور صدقِ نیت کی وجہ سے بہتوں سے آگے بڑھ گئے۔ آپ آزادی کے بعد دن کا اکثر حصہ رسول اللہؐ کی صحبت میں گزارتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی رات کو حضرت سلمانؓ سے مصروف گفتگو ہوتے تو اتنی لمبی مجلس لگتی کہ ہمیں خیال آتا کہ شائد آج ہم میں سے کسی کی باری کھوئی جائے گی۔

(استیعاب جلد۲ صہ۵۶)

اس سرچشمۂ علم وعرفان کی صحبت نے حضرت سلمانؓ کو بھی علم و حکمت سے وافر حصہ عطا کیا۔ اور حضورؐ نے خود فرمایا کہ

”سلمانؓ علم و حکمت سے لبریز ہے“

(طبقات ابن سعد جلد۴ صہ۸۵)

حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ”سلمانؓ علم وحکمت میں لقمان حکیم کے برابر ہیں“

(استیعاب جلد۲ صہ۵۷)

حضرت سلمانؓ صحف سابقہ سے بھی گہری واقفیت رکھتے تھے اور قرآن مجید کو براہ راست زبان نبوتؐ سے سیکھا تھا۔ اس لیے صحابہؓ میں آپ بہت معروف عالم تھے۔

زبانوں میں مہارت

حضرت سلمانؓ کی خدمات میں ان کی مختلف زبانوں میں مہارت کا بھی دخل ہے وہ متعدد آریائی اور سامی زبانیں بول سکتے تھے فارسی ان کی مادری زبان تھی جس پر وہ بہت دسترس رکھتے تھے۔

(اسد الغابہ جلد۳ صہ۲۲۱)

قبول اسلام کے بعد شام میں سریانی سیکھی اور عرب میں آکر عربی میں کمال حاصل کیا۔ علمائے ادب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت سلمانؓ نے کبھی گرامر کی کی غلطی نہیں کی۔ آپ عبرانی سے بھی بخوبی واقف تھے۔

(سیرت سلمانؓ صہ۱۷)

حضورؐ کی زندگی میں آپ کو کئی بار حضورؐ کا ترجمان بننے کا موقع ملا۔ شاہ ایران کے حکم پر یمن کے گورنر نے حضورؐ کی گرفتاری کے لیے جو دو سپاہی بھیجے تھے ان سے حضورؐ کی تمام گفتگو حضرت سلمانؓ ہی کی وساطت سے ہوئی۔

(سیرت سلمانؓ صہ۸)

انہوں نے چند نو مسلم ایرانیوں کی خواہش پر سورۃ فاتحہ کا فارسی ترجمہ بھی انہیں لکھ کر بھیجا تھا۔

(المبسوط السرخسی جلد اول صہ۳۷ باب افتتاح الصلوٰۃ)

محبتِ الٰہی

آپ ان لوگوں میں سے تھے جو دنیا کی نظر میں پراگندہ حال اور بے حیثیت ہوتے ہیں مگر ان کے دل نور ایمان سے منور ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے۔ اور ان کی خاطر غیر معمولی معجزات دکھایا کرتا ہے ۱۶ھ میں مسلمانوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سرکردگی میں مدائن پر چڑھائی کی تو حضرت سلمانؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے حضرت سعدؓ نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے مدائن پر حملہ کرنے کے لیے کشتیوں کی تلاش کی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی کیونکہ ساری کشتیوں پر دشمن کا قبضہ تھا۔ اس دوران میں دجلہ میں سخت طغیانی آگئی مگر مجاہدین نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ اس موقعہ پر حضرت سلمانؓ نے سالارِ لشکر حضرت سعدؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

”اسلام ہر دم نو بہ نو اور تروتازہ ہے۔ مسلمانوں کے لیے سمندر بھی اسی طرح مسخر کر دیئے گئے ہیں۔ جس طرح خشکی مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سلمان کی جان ہے۔ مسلمان اس دریا سے صحیح سلامت اسی طرح فوج در فوج نکلیں گے۔ جیسے وہ فوج در فوج اس میں داخل ہوئے تھے۔“

مورخین لکھتے ہیں کہ سلمانؓ کے منہ سے نکلے ہوئے یہ کلمات حرف بہ حرف پورے ہوئے۔ اور تمام لوگ صحیح سالم باہر نکلے۔ کوئی شخص ڈوبنے نہ پایا اور نہ ہی کوئی چیز گم ہوئی۔

(طبری جلد۲۳ صہ۱۲۲)

ایرانی اس واقعہ پر غیر معمولی تعجب کرتے تھے۔

اور کہتے تھے ہمارا مقابلہ انسانوں سے نہیں جنوں سے ہے۔

شفقت علیٰ خلق اللہ

اس محبت الٰہی نے حضرت سلمانؓ کے دل میں مخلوق کی گہری ہمدردی اور محبت پیدا کر دی تھی۔ بہت سے مسائل میں آپؓ نے دوسرے صحابہؓ کی رہنمائی فرمائی۔ مدائن کے گورنر کے طور پر آپ کو بھرپور خدمت کا موقع ملا۔ حضرت سلمانؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اپنے خادم کو اس کی ضرورت کی تمام چیزیں مہیا کر دیتا ہوں۔ تاکہ وہ میرے بارے میں بدگمانی نہ کرے۔ یعنی یہ نہ سمجھے کہ میں خود تو خوب کھا پی لیتا ہوں اور اسے تھوڑا دیتا ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء جلد۱ صہ۲۰۲)

حضرت سلمانؓ کو اپنے ملازم کی تکلیف کا اس قدر احساس رہتا تھا کہ کبھی اسے زیادہ کام کرنے پر مجبور نہیں کرتے تھے۔ ایک شخص حضرت سلمانؓ کے پاس گیا تو دیکھا کہ حضرت خود بیٹھے آٹا گوندھ رہے ہیں۔ وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ملازم کو کسی کام کے لیے بھیجا تھا۔ ہم نے یہ پسند نہ کیا کہ اس پر دوسرے کام کا بوجھ ڈالا جائے لہذا یہ کام خود کر لیا۔

(المصنف عبدالرزاق جلد۱۰ صہ۳۹۳ کتاب اہل الکتاب باب رسالہ اسلام)

وسیع دسترخوان

ان کا دسترخوان ہمیشہ دوسروں کے لیے وسیع ہوتا تھا۔ غرباء فقراء مساکین یتامیٰ ان کے ہاں آتے جاتے تھے۔ اور محنت مزدوری سے جب کوئی خاص آمدنی ہو جاتی تھی۔ تو بطور خاص معذوروں کو دعوتِ طعام دیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن بریدہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت سلمانؓ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے۔ جب کوئی چیز ملتی تو اس سے گوشت یا مچھلی خرید لیتے اور اپاہج، لولے لنگڑے اور معذور لوگوں کو بلاتے اور ان سے مل کر کھایا کرتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد۱۰۰ صہ۲۰۰)

سادگی اور بے نفسی ان کی سیرت کا ایک خاص پہلو ہے۔ وہ ہمیشہ مختصر اور سادہ لباس پہنتے تھے۔ اور ان کی یہ سادگی ان کے ناداری کے دور سے لے کر خوشحالی کے دور تک یکساں رہی۔ جب وہ اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ تو جیسا لباس پہنتے تھے۔ ویسا ہی لباس ان کے گورنری کے زمانے میں رہا۔ ایک اونچا ایرانی طرز کا پاجامہ جسے اندرورد کہتے ہیں۔ اور ایک چادر یا قمیض زیب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تن کرتے تھے۔ حالانکہ ایرانی بالعموم خوب شاندار لباس پہننے کے عادی ہوتے تھے۔ گورنری کے زمانے میں جب وہ باہر نکلتے تو سادہ لباس میں ہوتے اور عام لوگوں سے گھل مل جاتے یہاں تک کہ ناواقف شخص کو پتہ بھی نہ چلتا کہ وہ گورنر ہیں۔

بعض اوقات تو یوں بھی ہوتا کہ ناواقف لوگ انہیں عام مزدور سمجھ کر بوجھ اٹھانے کے لیے کہہ دیتے اور آپ بخوشی بوجھ اٹھا لیتے۔ جب لوگ بتاتے کہ یہ تو حاکم صوبہ ہیں تو وہ بوجھ اٹھوانے والا خوف زدہ ہو جاتا۔ لیکن آپ فرمایا کرتے۔ نہیں اب تو میں بوجھ منزل مقصود تک پہنچائے بغیر نہ رکھوں گا۔

طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۸۸)

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمانؓ کو مدائن کی گورنری کے زمانہ میں دیکھا وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر جا رہے تھے اور اوپر معمولی سی چادر تھی۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

انہوں نے ہمیشہ زاہدانہ انداز سے زندگی بسر کی۔ حضرت سلمانؓ جب گورنر کے عہدے پر متمکن تھے تو ایک ہی عبا میں خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس کا آدھا حصہ نیچے بچھایا کرتے تھے اور آدھے حصے سے بدن کو ڈھانپتے تھے۔

(طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۸۷)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمانؓ کو دیکھا ہے وہ ایک گودڑی پہنے ہوئے تھے۔ جس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔

(کشف المحجوب باب ۴ صفحہ ۵۱)

لباس کی طرح سلمانؓ کھانا بھی سادہ اور بہت تھوڑا کھایا کرتے تھے۔ اور بسیار خوری سے انہیں شدید نفرت تھی۔ عطیہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ حضرت سلمانؓ ایک بار کھانا کھا چکنے کے بعد پھر اصرار کے باوجود ہرگز نہ کھایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے "حسبی حسبی" یعنی میرے لئے یہی کافی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۸)

گھر اور بستر

حضرت سلمانؓ نے ساری عمر گھر نہیں بنایا جہاں کسی دیوار اور درخت کا سایہ ملتا پڑ رہتے۔ ایک شخص نے اجازت چاہی کہ آپ کے لئے مکان بنا دوں تو انکار کر دیا۔ اور اس کے اصرار کے باوجود اجازت نہ دی آخر اس نے کہا کہ آپ کی مرضی کے مطابق گھر بناؤں گا پوچھا وہ کیسا؟ اس نے کہا "اتنا مختصر کہ کھڑے ہوں تو سر چھت سے جا لگے۔ اور اگر لیٹیں تو پیر دیواروں سے ٹکرائیں"۔ فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں چنانچہ اس نے ایک جھونپڑی بنا دی۔

(الاستیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۶)

آپ کے بستر میں معمولی سا بچھونا تھا۔ اور دو اینٹیں جن کا تکیہ بناتے تھے۔ اور اس پر بھی روتے تھے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا ہے کہ انسان کا ساز و سامان ایک مسافر سے زیادہ نہ ہو۔ اور میرے پاس اس سے زیادہ مال ہے۔

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۳۸)

ہاتھ سے کام

حضرت سلمانؓ اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کمایا کرتے تھے۔

حضرت عثمان النہدیؓ کا بیان ہے کہ حضرت سلمانؓ فرمایا کرتے تھے میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں کی محنت و مشقت سے کمایا اور کھایا کروں۔

(مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳۴۲)

حضرت امام حسنؓ کی روایت ہے حضرت سلمانؓ کا وظیفہ پانچ ہزار تھا۔ جب وظیفہ ملتا۔ تو خیرات کر دیتے۔ اور خود بوریا چٹائیاں بن کر گزر اوقات کیا کرتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۱۴۱)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بوریا بننے۔ ٹوکریاں بنانے اور چٹائیاں بننے کا یہ کام انہوں نے انصار مدینہ سے سیکھا تھا۔ روزانہ ایک درم کے کھجور کے پتے خریدتے تھے۔ اور انہیں بن کر چٹائی تین درم میں فروخت کر دیتے تھے۔ ایک درم پتے خریدنے کے لئے رکھ لیتے۔ ایک درم گھر کے اخراجات کے لئے ہوتا اور ایک درم راہِ خدا میں دے دیتے تھے۔ حتیٰ کہ جب مدائن کے گورنر تھے تو بھی فارغ اوقات میں یہی کام اور محنت کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا، خود فرماتے تھے کہ اگر حضرت عمرؓ مجھے نہ روکتے تو میں گورنری کے باوجود یہ کام کرتا رہتا۔

(طبقات ابن سعدؒ جلد ۴ صفحہ ۸۹)

گورنری کے عہدے سے سبکدوش ہو جانے کے بعد حضرت سلمانؓ نے بوریا بننے کے علاوہ اور بھی کئی کام کیئے۔ بلکہ وہ کسی ایسے کام کے کرنے میں قطعاً کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے جس سے اکل حلال حاصل ہو سکے۔ چنانچہ چمڑا رنگنے تک کا کام وہ خوش دلی سے کر لیتے تھے۔ حارث بن عمیرؓ کا بیان ہے کہ میں روانہ ہوا۔ اور مدائن پہنچا تو اچانک میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور وہ سرخ رنگ کی کھال لیٹے اس پر سے بال، داغ دھبے رگڑ رگڑ کر دور کر رہے تھے۔ میں نے انہیں متوجہ کیا تو انہوں نے مجھے دیکھا۔ اور ہاتھ سے اشارہ فرمایا "بندہ خدا ذرا وہیں تشریف رکھیئے"۔ میں وہیں کھڑا ہو گیا۔ اور پاس سے ایک آدمی سے پوچھا۔ کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ تو حضرت سلمانؓ ہیں۔ حضرت سلمانؓ گھر گئے۔ صاف سفید کپڑے پہنے اور آکر مجھ سے مصافحہ فرمایا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۸)

حضرت سلمانؓ کو کاشت کاری سے بھی شغف رہا ہے۔ ابو قرہؓ کہتے ہیں کہ وہ ایک بار حضرت حذیفہؓ کے ہمراہ حضرت سلمانؓ سے ملنے ان کے گھر گئے تو پتہ چلا کہ وہ اپنے ترکاری کے کھیت میں ہیں۔ وہاں پہنچے تو وہ انہیں ایسے حال میں ملے کہ ان کے پاس ایک زنبیل تھی جس میں انہوں نے ترکاری چن رکھی تھی اور زنبیل کو لاٹھی کی مدد سے اپنے کندھے پر اٹھا رکھا تھا۔

(ادب المفرد صفحہ ۳۶ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۸)

وفات اور عمرؓ

حافظ ذہبیؒ کے نزدیک حضرت سلمانؓ فارسی کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی۔ (اصابہ جلد ۲ صفحہ ۶۰) ان کے سن وفات کے متعلق مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے ۳۲ھ کے اواخر سے ۳۵ھ کے درمیان عرصہ میں سفر آخرت اختیار کیا ہوگا۔

(سیرت سلمانؓ صفحہ ۱۲۷)

ان کے مدفن کے متعلق بھی اختلاف ہے تاہم اکثر محققین کے نزدیک ان کا مزار مبارک مدائن میں ہے۔

ایک اہم نصیحت

حضرت عبداللہ بن سلام نے حضرت سلمانؓ کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ نے آخرت میں اپنا ٹھکانا کیسا پایا؟ کہنے لگے اچھا ہے اور پھر تین بار یہ بات دہرائی۔

"اپنے اوپر توکل کو لازم کر لو کیونکہ توکل بہت ہی عمدہ چیز ہے"۔

(طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۹۳)

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

دھڑے بازی کی عادت ان میں نہ ہو۔ وہ قضا کے مقام پر پورے اترنے والے ہوں۔ اور دوسروں کا حق دینے کے معاملہ میں نہ دشمنی ان کے رستہ میں روک ہو نہ دوستی ان میں جنبہ داری کا مادہ پیدا کرنے والی ہو۔ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ یہ نہ دیکھیں کہ ہماری دوستیاں کن لوگوں سے ہیں۔ اور ہمارے اس جواب کا اثر ان پر کیا پڑے گا بلکہ وہ صرف یہ دیکھیں کہ خدا اور اس کے رسول نے کیا کہا ہے اور قرآن میں کیا لکھا ہے جب ایسے آدمی کسی قوم میں پیدا ہو جائیں تو پھر وہ قوم آدمیوں کی محتاج نہیں رہتی بلکہ براہ راست خدائی نصرت کے نیچے آجاتی ہے۔ کسی انسان کی موت سے اس کی موت وابستہ نہیں ہوتی کسی انسان کی بیماری سے اس کی بیماری وابستہ نہیں ہوتی کسی انسان کے فقدان سے اس کا فقدان وابستہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر میدان میں اور ہر قسم کے کاموں اور مقابلوں میں قائم رہتی ہے جیتتی ہے اور بڑھتی ہے۔ کیونکہ اس میں زندگی کا بیج ہوتا ہے اور جس میں زندگی کا بیج ہو اسے کوئی مار نہیں سکتا جس طرح خدا نے جس میں موت کا بیج پیدا کر دیا ہو اسے کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔

(حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کی تقریر فرمودہ ۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ء کا ایک اقتباس)

خریداران الفضل متوجہ ہوں

اندرون پاکستان الفضل کے خریداران کے خریداری نمبر تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ طبع شدہ چٹ پر جو خریداری نمبر درج ہے وہ نیا خریداری نمبر ہے۔

(منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

اسیرِ راہ مولیٰ مکرم محمد الیاس صاحب منیر لکھتے ہیں:-

مضبوط جسم، سرخ و سپید چہرہ پر سفید ریش، سر پہ پگڑی، سادہ لباس اور مسلسل مشقت میں مصروف ستر سالہ اس بزرگ کی تصویر ہے جس سے ۲۶/ اکتوبر ۱۹۸۴ء تک ملاقات ہوا کرتی تھی۔ یہ بزرگ محترم ملک محمد دین صاحب ۲۶/ اکتوبر کی صبح بھی اسی حلیہ میں۔ بیت الحمد ساہیوال میں آئے تھے مگر اگلی صبح ہمارے ساتھ تھانہ اے ڈویژن کے حوالات میں تھے۔ اور آج سہ پہر یہ اندوہناک خبر ملی ہے کہ ٹھیک سات روز قبل ۲۴/ نومبر ۱۹۹۱ء کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔

محترم ملک صاحب موصوف کا انداز پسِ دیوارِ زنداں آنے کے بعد بھی وہی رہا جو آزاد ماحول میں ہوا کرتا تھا سوائے پگڑی کے کہ اب مجبوری تھی۔ آپ ریٹائرڈ پولیس انسپکٹر تھے اور کچھ ایسے غیر معمولی طور پر اپنا عرصہ ملازمت گذارا تھا کہ ستر کے پیٹے میں ہونے کے باوجود آپ کا جسم عمومی طور پر بہت FIT تھا، باہمت تھا، چنانچہ آپ نے قید و بند کی صعوبت غیر معمولی جوانمردی کے ساتھ جھیلی پیروں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیوں کے ساتھ آپ کے چہرے پر ایک بے قرار اور طنزیہ مسکراہٹ ہوتی۔ کبھی مشکل میں دیکھ کر ان سے ہمدردی کا اظہار کیا تو ایک ہی جواب ملا۔ نہیں کوئی بات نہیں۔ صبر و رضا کا غیر معمولی مظاہرہ آپ نے سارے ہی دورِ اسیری میں کیا۔ اپریل ۱۹۸۷ء میں آپ کی اہلیہ محترمہ ایک طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں تو یہ صدمہ آپ نے جس طرح برداشت کیا وہ آپ کا ہی حصہ تھا۔ گو کہ آپ کی پیرول پر رہائی بھی ہوئی تھی اور آپ نے اپنی بیوی کی نماز جنازہ میں شرکت کی تھی مگر تین چار گھنٹوں کی رہائی تو گویا زخموں پر نمک چھڑکنے والی بات تھی۔ باتیں کرتے ہوئے آنسو بہہ نکلنا تو طبعی امر تھا مگر کیا مجال کہ اس مردِ مجاہد نے کوئی غیر معمولی بے صبری یا شکوہ کا اظہار کیا ہو۔

آپ اپنے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے برتن دھونا، کمرہ کی صفائی کرنا حتیٰ کہ کپڑے بھی خود ہی دھویا کرتے تھے صفائی کا غیر معمولی خیال رکھتے۔ عمر کے اس حصہ میں موسم سرما میں بھی علی الصبح غسل آپ کا معمول تھا۔

سلسلہ کے ساتھ انہیں جو تعلق تھا اس کے لئے تو ان کا یہ سات سالہ دورِ اسیری بہت کافی شہادت ہے، تاہم ان کی زندگی کے اس پہلو کے کئی اور بھی زاویے تھے۔ پیارے آقا کا ذکر آتا تو آواز رقت آمیز ہو جاتی۔ آنکھیں ڈبڈبا جاتیں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ پہلی عید الفطر (جون ۱۹۸۵ء) آئی تو ایک روز پہلے پیارے آقا کا خط آیا کہ

"آپ کا غم میری خوشیوں پر سایہ کئے رہے گا"

بزرگان سلسلہ کا بڑے پیار، احترام اور عقیدت سے تذکرہ فرمایا کرتے تھے، خصوصاً حضرت مولینا عبد الرحمان جٹ صاحب اور حضرت چوہدری محمد شریف صاحب سابق امیر ساہیوال سے انہیں گہرا تعلق تھا اور ان بزرگوں کے ایمان افروز واقعات سنایا کرتے تھے۔

بزرگوارم محترم ملک صاحب بڑے ہی زندہ دل شخصیت کے مالک تھے۔ بات بات پر نہایت برمحل اور موزوں شعر پڑھ دیا کرتے تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے اچھی اچھی غزلوں اور معیاری شعروں کی چاٹ بھی ملک صاحب نے لگائی۔ آپ کی خوش ذوقی کی مثال اس وقت یاد آرہی ہے کہ ۵ افروری ۱۹۸۶ء کو جب انہیں یہ حکم سنایا گیا کہ فوجی عدالت نے ۲۵ سال قید بامشقت کی سزا دی ہے تو کہنے لگے کہ اتنی تو میری عمر بھی نہیں ہوگی۔

واہ ملک صاحب! آپ نے اپنی بات پوری کر دی۔

آپ پر اللہ کی بے شمار رحمتیں اور فضل نازل ہوں۔ راہ مولا میں ۲ دن کم پورے سات سال اسیری کا رتبہ پایا اور اسی حالت میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ کے لئے تو ہماری دعائیں دراصل ہمارے لئے حصولِ ثواب کا ذریعہ ہیں۔ وگرنہ آپ ایسے بابرکت انجام کے لئے کتنے ہی لوگ تڑپتے ہوں گے

احباب جماعت سے جہاں محترم ملک صاحب کی بلندی درجات کے لئے، ان کے بیٹوں محترم ملک نعیم الدین صاحب، ملک معین الدین حمید صاحب اور دیگر اعزہ و اقرباء کے لئے صبرِ جمیل کی درخواستِ دعا۔ وہاں ہم اسیران کے لئے عاجزانہ التجاء ہے کہ ہمارے بزرگ ساتھی۔ باوجود ضعیف العمر ہونے کے، دوڑ میں آگے نکل گئے، اپنی منزل کو پا گئے۔ جبکہ ہم ابھی راہ میں خاک آلود ہیں۔ اللہ ہمیں ہمت، استقامت بشاشت اور صبر و رضا کی دولت سے مالا مال کر دے اور ہم سب اس کی عطا اور فضل سے ساری جماعت کا سر فخر سے بلند کرنے والے ہوں

ایک خط

فرنٹیئر پوسٹ۔ چار مئی ۱۹۹۱ء میں شائع شدہ ایک خط کا ترجمہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

اگرچہ شاید آپ کے لئے یہ ممکن نہ ہو کہ آپ میرے اس خط کو اپنے اخبار میں شائع کر سکیں۔ لیکن اس کے باوجود میں اپنے خیالات کے اظہار پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔ پاکستان کے قائم ہونے کے وقت سے ہی اس ملک میں شریعت کو رائج کرنے کے لئے بہت کچھ کہا جاتا رہا ہے۔

لیکن اس میں دلچسپ بات یہ ہے کہ اس بات میں سب سے زیادہ وہ گروہ یا لوگ شامل ہیں جنہوں نے پاکستان تحریک کی شدید مخالفت کی تھی۔ چاہے وہ کسی بھی وجہ سے ہو۔

اب یہ مطالبہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ ایک عام آدمی بھی جس کو اسلام کے احکام کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو محض اپنے ماحول سے متاثر ہو کر اس کے حق میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ میرے خیال میں یہ صورت حالات بعینہٖ اسی طرح کی ہے جس طرح کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک دفعہ پیش آئی۔ ہوا یوں کہ ایک عورت بدکاری کے الزام میں ماخوذ تھی۔ عام پبلک نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا کہ "اگر آپ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں تو اس عورت پر شریعت کے احکام نافذ کر کے دکھائیں"، اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا آپ کا مطالبہ ٹھیک ہے لیکن شرط یہ ہے کہ سب سے پہلا پتھر وہ شخص مارے جو اپنے آپ کو نیک کہتا ہے اس پر ہجوم منتشر ہونا شروع ہو گیا اور سوائے حضرت مسیح اور اس عورت کے کوئی بھی وہاں نہ رہ گیا۔ اس پر حضرت مسیح نے اس عورت کو کہا کہ جاؤ اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر ایسا ہی واقعہ آج ہماری سوسائٹی میں پیش آئے تو وہ کیا صورت اختیار کرے گا۔ شریعت کے بارے میں ہمیشہ جو سب سے اہم بات ہر قسم کے علماء فراموش کر جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ آج چودھویں صدی ہجری میں وقت کے کیا تقاضے ہیں۔ اختصار کی خاطر میں اس وقت حوالوں سے گریز کر رہا ہوں۔ اور عمومی طور پر صرف اس بات پر اکتفا کروں گا کہ موجودہ تمام فرقوں کی کتب اور پرانی تحریروں میں زمانے کے ایک مصلح۔ مہدی یا امام یا عیسیٰ۔ کے متعلق شدت سے اور بہت زیادہ ذکر کیا گیا ہے۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ یہ بات آج اسلام کی بنیادی باتوں میں شمار نہیں کی جاتی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ تمام بزرگ اور اولیائے کرام جنہوں نے اس بات کا بار بار تذکرہ کیا بالکل غلط تھے۔ شائد بعض لوگ جلدی میں یہ جواب دیں کہ ابھی وہ نشانیاں پوری نہیں ہوئیں۔ لیکن کئی نشانیاں جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ چودھویں صدی میں ایسی نشانیاں لوگوں کی گفت و شنید میں عام بیان کی جاتی تھیں اس لئے اس بات کو مناسب اہمیت دی جانی چاہیئے۔ اور امت کی اس سلسلے میں رہنمائی کی ضرورت ہے تمام فرقوں کے علماء کی ایک ہائی لیول کی کمیٹی بنائی جانی چاہیئے۔ جو اس پر غور کرے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس بات کا فیصلہ ہو سکے تو ہم تمام فرقوں کے دیگر اختلافات کو ختم کرنے کی بنیاد ڈھونڈ لیں گے۔ اور امت کی وحدت کو قائم کر سکیں گے۔ اور یہ امت متحد ہو کر ایک شریعت کو نافذ کرنے کے لئے تیار ہوگی۔

خدا کرے کہ ہم ایک مذہب اور ایک فرقہ کے پیرو بن جائیں۔

ابن امجد۔
پوسٹ آفس بکس ۱۲۰۱ راولپنڈی
(دی فرنٹیئر پوسٹ ہفتہ ۴ مئی ۱۹۹۱)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
"آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نئی نسلوں کو خطبات باقاعدگی سے سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعقوب امجد

تخفیفِ اسلحہ ہی قیامِ امن کا ضامن ہے

جس طرح جنگ اور اسلحہ لازم و ملزوم ہیں، اسی طرح قیام امن اور تخفیفِ اسلحہ کا بھی چولی دامن کا رشتہ ہے۔ جب سے انسان نے کرۂ ارض پر خلافت و نیابت الٰہی کا تاج پہنا ہے۔ تبھی سے فرشتوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا کہ انسان کو خلافتِ ارضی نہ سونپی جائے۔ اس لئے کہ انسان کشت و خون سے باز نہیں آئے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ جو علیم و خبیر اور حکیم و قدیر ہے۔ اُسے خوب معلوم تھا کہ جس غرض کے لئے انسانی تخلیق معرضِ وجود میں آئی ہے، وہ فرشتے پوری نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انسانی معراج کمال اور اوجِ اخلاق نے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ ہی عالم غیب کا جاننے والا اور مستقبل کے اسرار و رموز کا دانا ہے۔ مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادیٔ ضمیر کا حق دے کر آزمائش میں ڈال دیا ہے، تاکہ وہ اہل دنیا پر اس حقیقت کا انکشاف کرے کہ انسان، جو مہر و وفا اور محبت و عقیدت کا پیکر ہے۔ جب کبھی یہ صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتا ہے، تو اس کے منفی رجحانات اسے جنگ و جدل کی راہ پر گامزن کر دیتے ہیں اور جب کبھی یہ اپنی انا کو قائم رکھنے کے لئے اپنے عزیزوں پر ہتھیار اٹھاتا ہے۔ تو اپنے ماحول کے امن کو برباد کر دیتا ہے۔

اسی کرۂ ارض پر دو انسانوں کے درمیان پہلی جنگ کی جو ثقہ شہادت ملتی ہے، وہ حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں: ہابیل اور قابیل کے درمیان لڑی گئی۔ اس جنگ کا سبب حسد کی آگ ٹھہری۔ اس لئے کہ جب دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے انداز میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اپنی قربانی پیش کی، تو ان میں سے ایک کی قربانی بارگاہِ ایزدی میں مقبول و مستجاب ہوئی اور دوسرے کی نامقبول و مردود ٹھہری۔ بجائے اس کے کہ وہ دوسرا جس کی قربانی نامقبول ہوئی تھی۔ اپنی کوتاہی کا جائزہ لیتا اور اس کو دور کرنے کی تدبیر کرتا، اس کے سینے میں حسد کی آگ جلنے لگی۔ چنانچہ اس نے برملا کہا کہ وہ اپنے دوسرے بھائی کو قتل کر دے گا۔ اس لئے کہ اس کی وجہ سے مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ اس کے جواب میں پہلے نے کہا کہ میرا ہاتھ کسی صورت میں اپنے بھائی کی طرف بڑھ نہیں سکتا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ دوسرا بھائی بھی نادم ہو کر لڑائی سے بیزاری کا اعلان کرتا۔ مگر اس نے دل میں اپنے بھائی کو قتل کرنے کی ٹھان لی تھی چنانچہ وہ اس شیطانی فعل کے ارتکاب سے باز نہ رہ سکا۔ غالباً کرۂ ارض پر یہ پہلا انسانی قتل تھا اور اسی روز منحوس سے انسان نے اسلحہ سازی کا آغاز کر کے قیام امن کے لئے خطرے کا بیج بو دیا تھا۔ یہ وہ تاریخی حقیقت ہے۔ جس کی شہادت قرآن مجید نے پیش کی ہے۔

پس جس طرح اسلحہ سازی کا آغاز قتلِ انسانی سے وابستہ ہے اسی طرح اگر آج کی مہذب و متمدن دنیا عالمی امن کے قیام کی خاطر راہ ہموار کرنا چاہتی ہے تو اسے تخفیف اسلحہ کے اصول کو اپنانا ہو گا۔ آج جس قدر اہل عالم اسلحہ کی دوڑ میں پیش پیش ہیں، اسی قدر قیام امن سے بھی دور دور جا رہے ہیں۔ تاہم دنیا کے بعض ممالک ایسے ہیں، جو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہیں، مگر وہ عسکری انتظامات برائے نام رکھتے ہیں غالباً چند ایک ایسے بھی ہیں، جو عسکری قوت سے سراسر خالی ہیں۔ جاپان اقتصادی و معاشی اعتبار سے دنیا کے ممالک میں سرفہرست ہے۔ مگر جنگ عظیم کے ہولناک اور تباہ کن مناظر دیکھنے کے بعد اس نے اپنے عسکری نظام کو محض دفاعی حد تک محدود کر دیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی کمتر درجے پر لے آیا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس کا سرمایہ زیادہ تر اقتصادی حالات کو بہتر بنانے پر خرچ ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جاپان آج ہر نوع کی صنعت میں اوّل نمبر پر جا رہا ہے۔ امریکہ اور روس دونوں سپر پاورز ہیں، مگر اقتصادی طور پر جاپان ان دونوں سے بازی لے گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے اُن دونوں سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ مگر جب سے اُس نے تخفیف اسلحہ کی پالیسی کو اپنایا ہے۔ اس نے روز افزوں ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے اوجِ کمال کو پا لیا ہے۔ یہ وہی ملک ہے۔ جس کی بربادی کی داستان جنگ عظیم دوم سناتی ہے۔ مگر اس کے دانشوروں نے اس راز کو خوب سمجھا کہ تخفیف اسلحہ نہ صرف قیام امن کا ضامن ہے۔ بلکہ مضبوط اقتصادی و معاشی بنیادوں کو استوار کرنے میں بھی اس کا کردار نمایاں ہے۔

اگر تمام اسلامی ممالک محض دفاعی ضرورتوں کے مطابق عسکری نظام کو رائج کریں، تو یقیناً وہ اپنے اپنے مکینوں کو غربت و ناداری کا شکار ہونے سے بچا کر آسودہ حالی کی راہ پر ڈال سکتے ہیں۔

گذشتہ دس بارہ سالوں کے دوران افغانستان کے دو گروہوں کے مابین جو جدال و قتال کا سلسلہ جاری ہے۔ اگر انہی کو امن و سلامتی کی راہ پر ڈال دیا جائے، تو سارا عالم اسلام ایک مربوط اقتصادی انتظام رائج کر سکتا ہے۔

پاکستان ایک نوزائیدہ ترقی پذیر اسلامی ریاست ہے۔ مگر آزادی کے روزِ اوّل سے آج تک اسے ایک دشمن سے سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس لئے یہ اپنی طاقت سے بڑھ کر عسکری نظام کو قائم رکھنے پر مجبور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان اور بھارت دونوں ملکوں سے بھوک اور غربت کا خاتمہ نہیں ہو سکا اگر برصغیر کے یہ دونوں نو آزاد ملک باہم قیامِ امن کا کوئی مستقبل روشن دیکھنا چاہتے ہیں، تو ان کو آپس میں کوئی ایسا آبرو مندانہ سمجھوتا کر کے تخفیف اسلحہ پر عمل کرنا ہو گا، جس کے نتیجے میں دونوں ملکوں سے غربت و افلاس اور بیماری کا خاتمہ کر کے ان کو خوشحال بنایا جا سکے۔

اگر دونوں کے سروں پر جنگ کے بادل منڈلاتے رہے، تو قیامِ امن کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا۔ قیام امن کا واحد راستہ یہی ہے کہ تخفیف اسلحہ کی منصوبہ بندی مستقل بنیادوں پر کی جائے اور تمام جھگڑوں کو تبادلۂ خیالات کے ذریعے مذاکرات کی میز پر طے کر کے توپ و تفنگ کی آوازوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا جائے۔ تاکہ قیام امن کی ضمانت مل سکے۔

اگر برصغیر کے یہ دونوں ملک قیام امن کے لئے تخفیف اسلحہ پر عمل شروع کریں تو کرۂ ارض کے قریباً ایک ارب باشندے نہ صرف چین کی زندگی بسر کر سکتے ہیں بلکہ عالمی امن کے قیام کے لئے بھی نمایاں رول ادا کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ برصغیر کا محلِ وقوع دنیا کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے اسی لئے دونوں سپر پاورز اس پر عریصانہ نظریں رکھتی ہیں۔ دانشمندی یہ تقاضا کرتی ہے کہ جس طرح دو قومی نظریہ کی موجودگی میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے ایک بدیسی سامراج کے مقابلے پر آزادی کے علم کو بلند کیا تھا۔ اگر آج بھی یہ دونوں تہذیب الانسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے تخفیفِ اسلحہ کی پالیسی کو خلوص سے اپنالیں، تو نہ صرف یہ دونوں ملک بہت جلد ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہونے لگیں گے۔ بلکہ عالمی امن کے قیام کے لئے بھی اپنا مؤثر کردار ادا کر سکیں گے۔

آج دنیا کے طول و عرض میں اسلحہ کی دوڑ جاری ہے اور ہر ملک جنگ کے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے اپنے دفاع کے لئے بے پناہ اسلحہ کے انبار لگا رہا ہے بلکہ بعض اوقات اپنے باشندوں کو بھوکا پیاسا رکھ کر بھی اسلحہ سازی کرتا ہے۔ تاکہ کسی طرح وہ جنگ کے خطرے سے محفوظ رہ سکے۔ حالانکہ جدید دور میں ایسے خطرناک جنگی اوزار بن چکے ہیں کہ اگر کبھی انسانی جنون نے انہیں استعمال کر لیا، تو ساری دنیا چند لمحوں میں راکھ کا ڈھیر بن جائے گی۔ اس لئے دانشمندی کا تقاضا ہے کہ انسانی جنونِ جنگ سے دستکش ہو کر ہم تخفیفِ اسلحہ کے لئے نہ صرف پہل کریں۔ بلکہ اہل عالم کو اس کے خوفناک نتائج سے بھی آگاہ کریں۔ تاکہ یہ دنیا جو تمام تر تہذیبی و ثقافتی ارتقاء کے باوجود خطرناک اور تباہ کن حالات سے دوچار رہتی ہے۔ اس سے نجات پا سکے۔ پس آج دنیا ایک آتش فشاں پہاڑ کے دہانے پر آباد ہے، جو کسی بھی وقت پھٹ کر ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے اس لئے تمام اقوام عالم کو چاہیئے کہ وہ جنگ کے جنون کو دماغ سے نکال کر تخفیف اسلحہ کے لئے کوئی عالمی سمجھوتا کریں۔ تاکہ وہ دنیا میں قیام امن کا ضامن بن سکے۔

بقیہ: ص ۱ سے آگے

پیش کرتے رہیں۔۔۔۔ ہماری دعا ہے بعد کی نسل، اس کے بعد کی نسل اور پھر اس کے بعد کی نسل اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری خواہش اور کوشش بھی یہی ہونی چاہیئے کہ قیامت تک ہر احمدی نسل خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والی اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ بعد میں آنے والے مربیوں کو بعد میں آنے والی نسلوں کی تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ تاہم جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ ہمیں اس ذمہ داری کو کما حقہ پوری توجہ اور دعاؤں اور کوشش کے ساتھ نباہنا چاہیئے۔۔۔۔

خدا کرے کہ دنیا کے تمام اندھیروں کے باوجود اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ اپنے نور سے منور ہی رکھے اور اپنی رحمتوں سے نوازتا ہی رہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ ملک بھر میں سردار شوکت حیات کی بیٹی وینا حیات سے بدسلوکی کے خلاف زبردست احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ لاہور میں مال روڈ پر آل پارٹیز کانفرنس (اے پی سی) نے احتجاجی جلوس نکالا اور مظاہرہ کیا مظاہرین اور پولیس کے درمیان جھڑپ ہو گئی۔ پولیس نے ہوائی فائرنگ کی لاٹھی چارج کیا اور ربڑ کی گولیاں برسائیں۔ جی پی او کے اندر سے آنسو گیس پھینکی گئی۔ مظاہرین نے پتھراؤ کیا۔ پولیس سارجنٹ کی موٹر سائیکل نذر آتش کر دی گئی۔ مظاہرین نے صدر اسحاق، جام صادق اور عرفان اللہ مروت کے خلاف نعرے بازی کی۔ عورتوں اور مردوں نے سینہ کوبی کی۔

○ لاہور کے علاوہ فیصل آباد، پشاور، اوکاڑہ، صوابی، مظفر آباد، آزاد کشمیر کے کئی شہروں، ڈیرہ اسماعیل خان اور سیالکوٹ وغیرہ میں زبردست مظاہرے کئے گئے۔ پشاور میں صدر اسحٰق کا پتلا جلایا گیا۔ دیگر شہروں میں بھی مظاہروں میں جام صادق اور عرفان اللہ مروت کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔

○ وینا حیات کے سانحہ کے بارے میں سندھ ہائی کورٹ کے ایک جج پر مشتمل ٹربیونل نے اپنی کارروائی شروع کر دی ہے اور سردار شوکت حیات اور وینا کو بیان دینے کے لئے طلب کر لیا ہے۔ سردار شوکت حیات نے کہا ہے کہ مجھے عدلیہ پر اعتماد نہیں کیونکہ عدلیہ نے کبھی حکمرانوں کے خلاف فیصلے نہیں دیئے۔

○ سردار شوکت حیات نے کہا ہے کہ وزیراعظم قائد حزب اختلاف اور فوج کے سربراہ پر مشتمل تحقیقاتی کمیٹی قائم کی جائے۔ انہوں نے بتایا کہ مسلح افواج کے سربراہ جنرل آصف نواز جنجوعہ میرے ساتھ فوج میں زیر تربیت رہے ہیں

○ جام صادق علی طبی معائنے کے لئے دوبارہ لندن جا رہے ہیں۔ پیر پگارا بھی ان کے ساتھ جائیں گے۔

○ میاں شہباز شریف ایم این اے نے کہا ہے کہ کاش ماضی میں کسی غریب کی بیٹی سے زیادتی پر بھی احتجاج کیا جاتا انہوں نے کہا کہ کالا باغ ڈیم ضرور بنے گا یہ پنجاب کا نہیں پورے پاکستان کا ڈیم ہے عالمی بنک کی شرائط کے سامنے ریلوے نے ایک بار پھر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر نے حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مفاہمت کروانے کے لئے قومی اسمبلی میں ایک کمیٹی قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ضروری ہے۔

○ معلوم ہوا ہے کہ آرمی کی انٹیلی جنس ایجنسی آئی ایس آئی نے وزیر اعظم کی ہدایت پر فرحانہ حیات کیس کے ملزموں کی نشاندہی کر دی ہے اور رپورٹ پیش کر دی ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے دہرایا ہے کہ فرحانہ حیات کیس کا اصل ملزم عرفان مروت ہے اور سی آئی اے کراچی کے پانچ افراد اس کے ساتھی ملزمان ہیں۔

○ ڈی آئی جی کراچی کے بنگلے پر ڈاکوؤں نے حملہ کر کے نقدی طلائی زیورات اور قیمتی سامان لوٹ لیا۔

○ آئندہ دو دن بہت اہم ہیں۔ اعلیٰ سطح پر اہم تبدیلیاں متوقع ہیں۔ سندھ کی ایک سیاسی شخصیت کا سیاسی مستقبل تاریک ہو جانے کا خیال ظاہر کیا جا رہا ہے

○ نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے کہ "اب کرسی چھوڑنی پڑے گی"۔

○ جام معشوق علی نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی اقتدار کی بھوکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیں گے۔ جب تک قوم کی حمایت ہمیں حاصل ہے ہمیں کوئی نہیں ہٹا سکتا۔

○ وفاقی حکومت نے چودہ سے زائد محکموں (ڈویژنوں) کو ختم کرنے یا دوسرے محکموں میں مدغم کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس پر وفاقی وزراء نے ہی مخالفت شروع کر دی ہے۔

○ وفاقی وزیر صحت نے کہا ہے کہ صدر وفاق کی علامت ہیں ان کے خلاف مہم غیر جمہوری طرز عمل ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے خود صدر کی فراست خاندانی شرافت اور سیاسی تدبر کی تعریف کی تھی

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ کے صدر بش نے کہا ہے کہ سوویت روس کی جمہوریاؤں نے انہیں مثبت طور پر یقین دہانی کروائی ہے کہ ان کے علاقوں میں موجود ایٹمی ہتھیاروں کو پوری احتیاط سے رکھا جائے گا۔ اور سوویت یونین کی اندرونی گڑبڑ کا دنیا پر برا اثر نہیں پڑنے دیا جائے گا۔

○ امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر ۱۵ فروری سے روس کی اہم جمہوریاؤں کا دورہ کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ امریکہ روس میں کسی خاص شخصیت کی حمایت نہیں کرتا اور نہ ہی امریکہ سوویت یونین کے اندرونی بحران میں مداخلت کرے گا۔

○ روس کے صدر گورباچوف نے کہا ہے کہ وہ فوری طور پر مستعفی ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ انہوں نے کہا کہ وہ امریکی وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر کے دورہ روس تک مستعفی نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں سوویت یونین کے ٹوٹنے کے عمل میں شریک ہونے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ تاہم اگر تمام جمہوریائیں دولت مشترکہ کے قیام پر متفق ہونا چاہیں تو میں اسے تسلیم کر لوں گا۔

○ مزید ۵ روسی جمہوریاؤں کی طرف سے روس کی دولت مشترکہ میں شرکت کے اعلان کے بعد روس کے وزیر دفاع نے مسلح افواج سے اپیل کی ہے کہ وہ مرکز کی وفادار ہیں انہوں نے کہا کہ میں وزیر دفاع کی حیثیت سے بتا رہا ہوں کہ فوج کے حالات کنٹرول میں ہیں۔

○ روسی ریاست بائیلو رشیا نے یکم جنوری سے روبل کی جگہ پر کوپن کا نظام متعارف کروانے کا اعلان کیا ہے اس کا مقصد تنخواہوں اور دوسرے واجبات کی ادائیگی ہے۔

○ واشنگٹن میں ہونے والے امن مذاکرات میں شام نے اسرائیلی وفد کے رویے پر سخت مایوسی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ جب تک اسرائیل زمین کے بدلے امن کا اصول تسلیم نہیں کرتا مذاکرات میں پیش رفت ممکن نہیں۔ منگل سے اب تک مذاکرات کے تین دور ہو چکے ہیں۔ اگلا دور اب پیر کو ہو گا۔

○ عراق نے شمالی علاقوں میں کردوں کے ٹھکانوں پر عراقی حملے کو پسپا کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

○ بین الاقوامی ایجنسیاں لبنان کی تعمیر نو کے لئے ۲۰۰، کروڑ ڈالر کی امداد دیں گی۔ ۱۶ سالہ خانہ جنگی کے نتیجہ میں لبنان کی تعمیر نو کے لئے ۱½ ارب ڈالر چاہیئے۔

احباب کرام سے گذارش ہے کہ یاد رفتگاں کے مضامین کو مختصر رکھیں اور ایسے امور شامل کریں جو دوسروں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں تاکہ دنیا میں نیکی پھیلے اور وفات یافتہ جن کا ذکر مقصود ہو انہیں ثواب ملے اور ان کے درجات بلند ہوں۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

کے وعدہ جات حاصل کریں۔

کتاب برائے مطالعہ

اطفال کے مطالعہ کے لئے اس ماہ کتاب "رسول اللہ کی باتیں" برائے مطالعہ مقرر ہے۔

تمام ناظمین اطفال بچوں سے اس کتاب کا مطالعہ کروائیں۔ یہ کتاب مرکز سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

(مہتمم اطفال)

ضرورت ہے

ہمارے فارم ٹنڈو محمد خان ضلع حیدر آباد کیلئے ۱۔ فارم مینیجر ۲۔ ٹریکٹر ڈرائیور اور ۳ چند بیلداروں کی ضرورت ہے۔

پتہ:۔
چوہدری منصور احمد کاہلوں
مکان ۳۰۲/ب شوکت کالونی ٹنڈو محمد خان
ضلع حیدر آباد

پتہ

فلو کیورٹیو سمیل FLU CURATIVE SMELL ربوہ کا تحفہ

ساری دنیا کیلئے۔ خود آزمائیے۔ تسلی ہونے پر اسے دنیا میں پھیلائیے۔
لوگوں کو غیر ضروری استعمال ادویہ (MEDICATION) سے بچا کر سکھ کا سانس لینے کا موقع فراہم کیجیے
میڈیکل اور نان میڈیکل دونوں لائنوں کے کاروباری دوست اپنے ملک اور علاقہ کے لئے
ڈسٹری بیوشن DISTRIBUTION لے سکتے ہیں
موجد: راجہ نذیر احمد ظفر چیئرمین کیورٹیو سمیلز انٹرنیشنل گولبازار ربوہ پاکستان
فون دفتر: ۱۷۷ — کلینک: ۶۰۶ — رہائش: ۶۰۷